جلسہ سالانہ کے ایام میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی انوار و برکات کا مشاہدہ کیا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍فروری ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ جلسہ سالانہ کے ایام میں دوستوں نے خورد ونوش کو ضیاع سے بچانے کا خاص خیال رکھا۔

☆ تمام روکوں کے باوجود احباب پہلے سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔

☆ ان سب چیزوں کو دیکھ کر ہمارے دل حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کی حقیر کوششوں کے عظیم الشان نتائج پیدا کر رہا ہے۔

☆ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی موسلا دھار بارش دیکھ کر ہمارا سر اس کے آستانہ پر جھک جاتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دوست جانتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے بعد مجھے بڑا شدید انفلوائنزا کا حملہ ہوا تھا۔ پہلے دو دن اس تکلیف میں باوجود بخار اور شدید نزلہ اور کھانسی کے میں کام کرتا رہا اور کثرت سے ملاقاتیں اس خیال سے کرتا رہا کہ باہر سے دوست تشریف لائے ہوئے ہیں اگر میں نہ ملا تو ان کو بڑی جذباتی تکلیف اُٹھانی پڑے گی لیکن دو دن کے بعد جسم نے جب جواب دے دیا تو مجھے بستر میں لیٹنا پڑا اور اس کے بعد کافی بیماری کی تکلیف رہی۔ گذشتہ جمعہ بھی دل تو چاہتا تھا کہ میں خود یہاں آ کر حمد کے ان جذبات کا اظہار کرتا جن جذبات نے میرے وجود کو کلیۃً گھیرا ہوا تھا اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کو دیکھ کر لیکن بیماری کی وجہ سے میں یہاں نہ آ سکا۔ آج بھی گو کافی تکلیف ابھی باقی ہے لیکن بیماری کی شدت ٹوٹ چکی ہے میں نے مناسب سمجھا کہ میں خود آؤں خواہ چند منٹ کے لئے ہی اپنے جذبات کا اظہار اپنے بھائیوں کے سامنے کروں۔

جیسا کہ میں نے ایک فقرہ گذشتہ جمعہ لکھ کر بھجوا دیا تھا کہ دل خدا کی حمد سے معمور ہے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جلسہ سالانہ سے قبل میں نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ عام طور پر بھی خدا تعالیٰ کے مال کا کوئی پیسہ ضائع نہیں ہونا چاہئے صرف جان بوجھ کر ہی نہیں بلکہ غفلت اور کوتاہی کے نتیجہ میں بھی جو ضیاع ہوتے ہیں ان سے بھی بچنا چاہئے لیکن موجودہ حالات میں تو خصوصاً کھانے پینے کی چیزوں کو ضیاع سے بچانا اشد ضروری ہے اور میری طبیعت پر یہ اثر تھا کہ اگر ہم نے اس طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ ہمارے رزق سے برکت کو واپس لے لے گا۔ جس کا میں نے اپنے خطبہ میں اظہار بھی کیا تھا اور اس کے بعد دعائیں بھی بڑی ہی کی تھیں کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ ہو کہ جو اپنی غفلت یا کوتاہی یا سستی یا بے پرواہی کے نتیجہ میں ان برکتوں کو ضائع کر بیٹھے جو اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی کے رزق میں رکھی

ہیں اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی فضل کیا آپ بھائیوں کے ذریعہ سے خصوصاً اور باہر سے آنے والے دوستوں کے ذریعہ سے عموماً خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بے حد اور بے انتہا مسرت پہنچائی۔ جب جلسہ سالانہ کے بعد یہ رپورٹ ملی کہ امسال دوستوں نے خورد ونوش کو ضیاع سے بچانے کا جو خیال رکھا ہے وہ غیر معمولی ہے اور بڑا نمایاں ہے اس کو دیکھ کر دل خدا کی حمد سے بھر گیا کہ اس کی توفیق کے بغیر نہ کوئی فرد، نہ کوئی جماعت نیکی کے کوئی کام کر سکتی ہے نہ نیکی کی راہوں کو اختیار کر سکتی ہے۔

اس کے علاوہ بعض اور باتیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل پر ایک نمایاں شہادت پیش کر رہی ہیں مثلاً یہ کہ جلسہ سالانہ رمضان کی وجہ سے اپنی مقررہ تاریخوں پر نہیں ہوا۔ یعنی ان تاریخوں پر جس کی جماعت کو عادت پڑ چکی تھی رمضان کی وجہ سے ہم نے اس سال جلسہ سالانہ کو ان تاریخوں سے بدل کر پیچھے کیا (گذشتہ سال پہلے ہوا تھا) اس سال قریباً ایک ماہ بعد جلسہ ہوا اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جلسہ سے معاً پہلے عید کے اخراجات بھی کرنے پڑے کیونکہ عید کی خوشیوں میں ان بچوں کو بھی شامل کرنا پڑتا ہے جو بلوغت کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حقیقی خوشی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور دلوں کو سکینت بخشتی ہے لیکن ایک خوشی کا ماحول ان ناسمجھ بچوں کے لئے پیدا کرنا ضروری ہے تا کہ ان کے دماغ عید کے ساتھ خوشیوں کو ہمیشہ دیکھنے کے عادی ہو جائیں یا عادی رہیں۔ پس عید کی وجہ سے بھی زیادہ خرچ ہوئے۔ دوسرے یہ کہ غذائی قلت کے نتیجہ میں کھانے پینے کی چیزوں پر معمول سے بہت زیادہ خرچ آج کل کرنا پڑ رہا ہے تو ہزاروں خاندان ایسے ہوں گے کہ جن کے سامنے یہ مسئلہ درپیش تھا کہ وہ کچھ دن یا ہفتے نیم بھوکا رہ کر گزارنے کے لئے تیار ہیں یا جلسہ چھوڑنے کے لئے تیار ہیں کیونکہ جلسہ پر بھی جو دوست باہر سے آتے ہیں ان کا بہر حال کچھ نہ کچھ خرچ ہوتا ہے۔ مجموعی طور پر (جو میں نے اندازہ لگایا ہے کہ) اگر بیس روپے فی کس اوسط رکھی جائے اگر چہ مثلاً کراچی سے آنے والے اور پشاور سے آنے والے دوست اس سے زیادہ خرچ کرتے ہوں گے لیکن اگر اوسط بیس روپے بھی رکھی جائے تو جلسہ پر آنے والے احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کم وبیش دس اور پندرہ لاکھ کے درمیان خرچ کیا ہے اگر یہ دوست اور بھائی جلسہ پر نہ آتے تو جماعت کے ان خاندانوں کے پاس کم وبیش دس پندرہ لاکھ روپے کی ایسی رقم ہوتی جسے وہ مہنگائی کے زمانہ میں گندم آٹا چاول وغیرہ چیزیں خرید سکتے تھے۔

تو جماعت نے خدا کی خاطر بڑی قربانی پیش کی ہے۔ جیسا کہ اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہی اس بات کی توفیق دی ہے کہ وہ اس قسم کی قربانیاں اس کے حضور پیش کرتی جائے لیکن یہ کوئی معمولی بات نہیں بڑی بات ہے۔ ہزار ہا خاندانوں کا یہ فیصلہ کرنا کہ ہمیں نیم بھوکا رہنا منظور لیکن جلسہ سے غیر حاضری منظور نہیں ہے۔

’ایک اور روک یہ تھی کہ ان دنوں سکولوں اور کالجز میں چھٹیاں نہیں تھیں اور بہت سے بچے یا نوجوان یا بہت سے ماں باپ بھی اپنے بچوں کی وجہ سے جلسہ میں شمولیت نہیں کر سکتے تھے سوائے خاص کوشش اور غیر معمولی قربانیوں کے وہ جلسہ پر نہ آ سکتے تھے۔

پس ان تمام روکوں کے باوجود گذشتہ جلسہ کے موقع پر پرچی کے لحاظ سے بھی اور جو گاڑیوں اور بسوں پر سے مسافر اترے اور ان کی گنتی ہوتی ہے (گو سارے مسافروں کی گنتی نہیں ہو سکتی لیکن بہر حال ہر سال ہوتی ہے اس سے ہمیں پتہ چلتا رہتا ہے کہ اس سال آنے والوں کی تعداد میں زیادتی ہوئی ہے یا کمی) ہر دو لحاظ سے چند ہزار کی زیادتی ہوئی۔

ان سب چیزوں کو دیکھ کر خدا کی حمد سے (دل) اتنا معمور ہوا کہ انگریزی میں کہتے ہیں۔ Over flow کر گیا یعنی حمد اتنی شدت اختیار کر گئی کہ دل اور روح میں سما نہیں سکتی تھی باہر نکل رہی تھی یہ حمد کے جذبات اور شکر کے خیالات جو ہیں یہ میرے اکیلے کے جذبات نہیں بلکہ میرے ہر بھائی کے جذبات ہیں کہ بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ اس جماعت پر کتنے فضل، کتنے رحم کرنے والا ہے اور ان کو قربانی کے کس قدر بلند مقام پر پہنچنے کی اس نے توفیق دی ہے اور اس معیار کو قائم رکھنے بلکہ بڑھاتے چلے جانے کی توفیق وہ دیتا چلا جاتا ہے۔

پچھلے جمعہ تو میری یہ کیفیت تھی کہ میرے روئیں روئیں سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہی نکل رہا تھا اور زبان پر بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہی جاری تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ جماعت کے سامنے بھی یہ باتیں رکھوں تا کہ وہ بھی اپنے رب کے شکر گزار بندے بنیں اور خدا کی حمد کے ترانے گائیں کہ اس نے اپنے فضل کے ساتھ ان کو ان تمام روکوں کے باوجود اس کی رضا کے حصول کے لئے یہ کام کرنے کی توفیق عطا کی ہے اور اس رنگ میں کہ دنیا کی نگاہ میں اس کا جواب اور اس کی مثال نہیں۔

پھر خشک سالی کی وجہ سے علاوہ اور تکلیفوں کے نزلہ کھانسی وغیرہ کی تکلیف بھی وبائی صورت میں پھیلی

ہوئی ہے وہ بھی دوستوں نے برداشت کی اگرچہ اکثر دوستوں کو ان ایام میں جلسہ میں اللہ تعالیٰ نے عام طور پر محفوظ رکھا اور وہ جلسہ کے دنوں میں اپنے رب سے توفیق پاتے رہے کہ تقاریر سُن لیں اور ان سے فائدہ حاصل کریں اور آئندہ بھی فائدہ کے حصول کے لئے نیت کر کے ان کو یاد رکھیں اور ان باتوں کو دنیا میں جا کر بتائیں۔

جلسہ کے دنوں میں اللہ تعالیٰ کے بڑے ہی انوار نازل ہوتے رہے ہیں۔ بڑی ہی برکات کا نزول ہوا ہے۔ اپنے تو محسوس کرتے ہی ہیں اور اس پر شکر بھی بجالاتے ہیں لیکن دوسروں کے لئے ایسی چیزوں کا پہچاننا اور سمجھنا اور ان کو انوارالٰہی اور برکات سماوی یقین کرنا مشکل ہوتا ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ ہمارے چند غیر مبائع دوست بھی یہاں تشریف لائے تھے اور ان میں سے چند ایک نے تو یہیں بیعت کر لی اور ایک کے منہ سے تو نکلا کہ ہم تو کچھ اور ہی سمجھتے تھے لیکن یہاں آ کر کچھ اور دیکھا سمجھتے تو وہ وہی تھے نا!! جو ان کو بتایا جاتا تھا کہ خدا تعالیٰ کا فضل مبایعین کی جماعت کے ساتھ نہیں ہے بلکہ غیر مبائعین کی جماعت کے ساتھ ہے سنی سنائی باتوں پر وہ یقین رکھتے تھے لیکن جو آنکھ نے دیکھا اس نے کان کو جھٹلا دیا اور انہوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار قسم کے فضل اور اس کی رحمتیں اس جماعت پر نازل ہو رہی ہیں اور خصوصاً جلسہ کے ایام میں تو اللہ تعالیٰ دلوں پر تصرف کر کے ایک خاص کیفیت روحانی پیدا کر دیتا ہے اس سے وہ متاثر ہوئے اور یہیں انہوں نے بیعت کر لی۔

ایک دوست تھے وہ کسی وجہ سے بیعت تو نہیں کر سکے لیکن ان کا تاثر یہ تھا کہ وہ ایک دوست سے ۲۸؍جنوری کی صبح کو کہنے لگے کہ میں قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں کہ یہ تقریر (جو غیر مبایعین کے متعلق تھی ۲۷؍تاریخ کو) ساری کی ساری الہامی تھی تقریر الہامی تو نہ تھی اگرچہ اس کے خاص فضل کی حامل تھی مگر اس قسم کا اثر اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغ پر ڈالا لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے بیعت کر کے اپنے اس عہد بیعت کی جو انہوں نے یا ان کے بڑوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تھا اس کی تجدید نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں بھی اور ان کے دوسرے بھائیوں کو بھی توفیق عطا کرے کہ وہ ایک ایک کر کے اس جماعت کے ساتھ آ شامل ہوں۔ جس جماعت کے ذریعہ اب اللہ تعالیٰ تمام دنیا میں غلبہ اسلام کے سامان پیدا کر رہا ہے اور ان فضلوں کے وارث ہوں جو فضل اللہ تعالیٰ اس جماعت کی حقیر

کوششوں کے نتیجہ میں آسمان سے نازل کر رہا ہے اور ان کوششوں کے وہ نتائج نکال رہا ہے کہ کوشش اور نتیجہ کے درمیان کوئی نسبت ہی ہم نہیں دیکھتے یہ بھی نہ بھولیں کہ آپ بازار میں جائیں تو آپ کو آج کل کنٹرول پر بھی روپیہ کا دوسیر یا پونے دوسیر آٹا ملے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سلوک کیا تھا کہ آٹے کا مقررہ کوٹہ بھی ان کو دے دیا تھا اور روپے بھی ان کو واپس دے دیئے تھے تو دیکھنے والا اس بات پر بھی حیران ہوتا ہے حالانکہ یہ چند اونٹ گندم تھی جو عطا کی گئی اور جس کی قیمت بھی واپس کر دی گئی لیکن یہاں تو یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے قیمت تو ضرور لیتا ہے اور کہتا ہے کہ قربانیاں کرواؤں گا تم سے لیکن اس کے بعد وہ ہمیں تھوڑا سا آٹا یا گندم یا چاول یا گھی یا شکر نہیں دیتا بلکہ دنیا جہاں کی نعمتیں ہمیں دیتا ہے اور قربانیوں کی شکل میں جو قیمت اس نے لی ہوتی ہے وہ بھی واپس کر دیتا ہے۔

پس ہمارا رب بڑا ہی پیار کرنے والا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جماعتوں اور الٰہی سلسلوں کا اکثر حصہ ایمان کی پختگی رکھنے والا ہوتا ہے۔ وہ لوگ ’’عَـرَضًـا قَـرِيْـبًا‘‘ سے پیار نہیں کرتے نہ یہ دیکھتے ہیں ’’سفراً قاصداً‘‘ کہ ایک سیدھا اور سہل سفر اختیار کیا اور منزل مقصود تک پہنچ گئے بلکہ وہ محبت رکھتے ہیں شُقَّـــهُ کے ساتھ اور اس کی راہ میں تکلیف برداشت کرنے کو محبوب سمجھتے ہیں اور اسی میں لذت حاصل کرتے ہیں اور اسی میں وہ اپنی راحت پاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان پر اتنا فضل کرتا ہے کہ قربانیوں کی شکل میں جو قیمت انہوں نے دی ہوتی ہے جیسا کہ میں نے ایک مثال کے رنگ میں اسے بیان کیا ہے اس سے کہیں زیادہ سرمایہ بھی واپس کر دیتا ہے جو چیز لینے کی انہوں نے خواہش کی ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ وہ اپنے بندوں کو دے دیتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی موسلا دھار بارش ہو رہی ہے کہ جس کے قطروں کا گننا انسانی طاقت میں نہیں ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور ہم اس کے عاجز بندے ہمیشہ اس کی حمد سے معمور رہتے ہیں اور ہمیشہ ہمارا سر اس کے آستانہ پر جھکا رہتا ہے اس خیال سے کہ وہ کتنا ہم سے پیار کرتا ہے کتنا ہم سے محبت کا سلوک کرتا ہے کتنی نعمتوں سے ہمیں وہ نوازتا ہے کتنی رضا اور سرور کے سامان اس نے ہمارے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ دنیا جو چاہے سوچتی رہے جس رنگ میں چاہے ہمیں دکھ پہنچانے کی کوشش کرتی رہے۔ دنیا کے سارے دکھ، دنیا داروں کی پہنچائی سب تکالیف اس کی رضا کے ایک سیکنڈ کے سکھ اور چین اور سکینت کے اوپر قربان ساری عمر کے آرام! یہ عمر ہے کیا؟ عارضی

چیز ہے اور جو یہاں دنیوی آرام اور آسائشیں ہیں وہ بھی ’’عَرَضًا قَرِيبًا‘‘ ہی ہے کہ فانی ہیں جن کا ثواب کوئی نہیں۔ لیکن اگر ہم خدا تعالیٰ کے لئے انہیں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کے بدلے میں اس دنیا میں بھی اور پھر یہاں سے گزرنے کے بعد ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنی رضا کی جنتوں میں اپنے بندوں کو رکھتا ہے یہ دیکھ کر کون وہ بد بخت دل ہوگا جو اس کے سامنے حمد کے ساتھ نہیں جھکے گا؟

اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق ہے کہ اس نے ہمیں حمد کرنے والے اور شکر کرنے والے، اس کی نعمتوں کو پہچاننے والے اور اس کی محبت کا جواب محبت سے دینے والی جماعت کے افراد بنایا ہے وہ ہمیشہ ہی ہمیں اپنے شکر گزار بندے بنائے رکھے۔ آمین۔

(الفضل ۲۲؍فروری ۱۹۶۷ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆